© rasailojaraid.com

بنیادی انسانی حقوق اور مخنث

عزیزہ خان

مخنث Transgender اور ان کا تاریخی پس منظر

اللہ تعالی نے اپنی حکمتِ تخلیق سے انسان کو پیدا کیا اور اس کی دو اصناف بنائیں' ایک مذکر اور دوسری مؤنث۔ ان دونوں کے ذریعے انسانی نسل کی افزائش اور تولید و تناسل کا نظام قائم فرمایا۔ دونوں کی جسمانی ساخت اور ہیت ایک دوسرے سے ممتاز رکھی۔ بعض عوارض میں بھی دونوں ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ ان دونوں کے درمیان ایک تیسری صنف بھی پیدا فرمائی جسے ''مخنث'' کہتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات تو یہ ہیں کہ یہ اللہ تعالی کی مخلوق ہیں اور ان کی جنسی کمزوری کو محض ایک کمزوری کے طور پر لیا جائے۔ جس طرح معاشرے میں معذور افراد سے عام معمول سے ہٹ کر برتاؤ کیا جاتا ہے اس طرح ان لوگوں کے ساتھ بھی بطور خاص ہمدردانہ رویہ اختیار کیا جانا چاہیے۔ قرآن وسنت میں بلا تخصیص جنس اور مذہب کسی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ اختیار کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ معاشرے میں کسی فرد کو جنسی یا جسمانی کمزوری کی وجہ سے یا کسی جسمانی ساخت میں دشواری کی وجہ سے جو کوئی خاص لقب دینے یا کسی کو خاص نام سے پکارنے پر سخت وعید سنائی گئی ہے باقی رہا سوال کہ یہ بدکردار اور بدوش ہوتے ہیں تو یہ برائیاں تو دوسرے لوگوں میں بھی موجود ہو سکتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قال رسول اللہ ﷺ: رُبَّ اَشعثَ اَغبرَ مدفوع بالابواب لو اَقسم علی اللہ لَاَبرّہ

''کئی غبار آلود چہروں اور بکھرے بالوں والے ایسے ہیں کہ وہ اللہ تعالی پر قسم ڈالیں تو ان کی قسم پوری کردی جاتی ہے''۔ ا؎

[illegible] اس کو موؤل کہتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

مخنث کا مفہوم:

مخنث کو خواجہ سرا' کھدڑا' خنثی' کھسرا' ہیجڑا' زنخا' نامرد وغیرہ کے ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کی ''آکسفورڈ انگلش اردو ڈکشنری'' ازشان الحق میں لفظ ''ہیجڑا'' کے متبادل لفظ Eunuch بیان کیا گیا ہے۔ ۲؎

''ہیجڑا'' اردو زبان کا لفظ ہے عربی میں انہیں خنثی اور مخنث کہتے ہیں ۳؎

المخنث هو الذی یشبه المراة فی العین الکلام و النظر و لحرکة فالمخنث لاخفاء فی ذکر یته و نحو ذلک وهو ضربان ۴؎

''مخنث وہ ہوتا ہے جو کلام کی نرمی' دیکھنے اور حرکات وسکنات میں عورت کے مشابہ ہوتا ہے اور مخنث کے مرد ہونے میں کوئی خفاء نہیں ہوتا۔''

مخنث کی قسمیں:

مخنث کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ وہ مخنث جو عورتوں کے مشابہ پیدا کئے گئے ہوں اور انہوں نے خود تکلفا اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ نہ بنایا ہو۔

۲۔ یہ وہ مخنث ہے جو عورتوں کے مشابہ نہیں پیدا کئے گئے ہوں بلکہ انہوں نے خود تکلفا اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ بنایا ہو اور وہ عورتوں کی طرح حرکات اور باتیں کرتے ہیں۔

پس یہ وہی قسم ہے جس پر احادیث مبارکہ میں لعنت آئی ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ھے:

''**عن ابن عباس قال لعن النبی ﷺ المتشبهین من الرجال بالنساء و المتشبهات من النساء بالرجال**'' ۵؎

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت بھیجی جو عورتوں جیسا چال چلن اختیا رکریں اور ان عورتوں پر لعنت بھیجی جو مردوں جیسا چال چلن اختیا رکریں''۔

خواجہ سراؤں کو چار اقسام یعنی پیدائشی مخنث مرد' پیدائشی مخنث عورت' زبان اور اقوای میں تقسیم

© rasailojaraid.com

کیا جاسکتا ہے۔ان میں پیدائشی مخنث مرد کی تعداد بہت کم ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک ہزار خواجہ سراؤں میں کوئی ایک پیدائشی مخنث مرد ہوتا ہے۔

خواجہ سرا کا تاریخی پس منظر

ابتدائی ادوار میں

اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اس دور میں یہ خواجہ سرا کے نام سے جانے جاتے تھے اور لفظ خسرہ لفظ خواجہ سرا سے ہی نکلا ہے۔فارسی زبان میں خواجہ سرا ایسے افراد کو کہا جاتا ہے جو عورتوں کی نگرانی پر مامور ہوتے ہیں۔

خواجہ سراؤں کو جنسی معذوری کی وجہ سے نہ تو معاشرہ قبول کرتا ہے اور نہ ان کے گھر والے قبول کرتے ہیں۔اس لیے یہ لوگ عام طور پر معاشرے سے کٹ کر متوسط طبقے کی آبادیوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔عام انسانوں کے مقابلے میں ان کی اقدار اور رسم ورواج بھی مختلف ہوتے ہیں۔عورتوں کی طرح کا لباس پہنتے ہیں تاکہ دوسرے لوگوں میں ممتاز نظر آئیں۔آپس میں جو زبان بولتے ہیں وہ فارسی چندرنا کہلاتی ہے۔یہ لوگ عموماً ٹولیوں کی شکل میں رہتے ہیں اور ہر ٹولی کا ایک لیڈر ہوتا ہے جو گرو کہلاتا ہے۔گرو سب سے زیادی تجربہ کار اور عمر رسیدہ شخص ہوتا ہے۔جس گھر میں یہ رہتے ہیں اس کو ڈیرہ کہا جاتا ہے۔اگر کسی ڈیرے کا گرو مرجائے تو اس کی جگہ نئے گرو کا چناؤ ہوتا ہے۔منتخب ہونے والے گرو ہ کے سر پر قل والے دن پگڑی رکھ دی جاتی ہے جبکہ چالیسویں کے دن نئے گرو کی رسم تاج پوشی کیجاتی ہے جو ڈیرے کی ذمہ داریاں سنبھال لیتا ہے۔

خواجہ سراؤں کو معاشی لحاظ سے تین طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔اول امیر طبقہ جو کہ جائیداد اور قیمتی زیورات کا مالک ہوتا ہے ان کی تعداد بہت کم ہے،دوم متوسط طبقہ جس میں وہ لوگ شامل ہوتے ہیں جو شادی بیاہ،تھیٹر یا کلب میں ناچتے ہیں اور جسم فروشی بھی کرتے ہیں اس طبقے کے لئے ڈیک ڈانسر کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔سوم وہ طبقہ جو رقص کرکے یا بھیک مانگ کر اپنی بنیادی ضروریات پوری کرتا ہے۔یہ طبقہ رقص کی تربیت مراثیوں سے حاصل کرتا ہے اسی مناسبت سے ان کو طبلہ ڈانسر بھی کہا جاتا ہے۔خواجہ سراؤں کا یہ طبقہ دیہاتوں اور چھوٹے قصبوں میں پایا جاتا ہے۔یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لوگ سورج نکلنے سے پہلے تیار ہوکر کام پر نکلتے ہیں اور اگر سورج نکل آئے تو یہ لوگ کام پر نہیں جاتے چھٹی کرتے ہیں۔

خواجہ سرا دور حاضر کی پیداوار نہیں' بلکہ اس کے سوتے قدیم تاریخ سے ملتے ہیں' خواجہ سراؤں کے ابتدائی آثار ہمیں دنیا کے تمام سماجوں میں نظر آتے ہیں جہاں نوجوان خوب صورت اور خوش گلوٹرکوں کو آختہ کر کے انہیں حرم سرا کی حفاظت کے لئے مامور کیا جاتا تھا۔ نوجوانوں کے آختہ کر کے خواجہ سرا بنانے کے قدیم مذہبی نقطہ نظر کے بارے میں علی عباس جلال پوری اپنی کتاب ''جنسیاتی مطالعے'' میں رقم طراز ہیں۔

''روم میں ہر سال پوپ کے حکم سے سینکڑوں لڑکوں کو آختہ کیا جاتا تھا تاکہ بڑے ہوکر بھی ان کی آواز کی دل کشی برقرار رہے اور وہ مذہبی سنگیت منڈلیوں میں گا سکیں۔ پادری انہیں حرص وہوس کا نشانہ بناتے تھے ان ہیجڑوں کے باعث روم سدومیت کا مرکز بن گیا مفتوح اقوام فاتح اقوام کو صرف سونے چاندی کی شکل میں خراج ادا نہیں کرتی تھیں بلکہ اس سلسلے کا سب سے قبیح پہلو یہ تھا کہ انہیں اپنی قوم کے خوب صورت نوجوانوں کو بھی خراج کی صورت میں پیش کرنا پڑتا تھا ہر سال کالچس کے باشندے ایک سو لڑکے اور ایک سو لڑکیاں بہ طور خراج شہنشاہ ایران کو بھیجتے تھے ان میں بعض لڑکوں کو ہیجڑے بنا کر حرم کی خدمات پر مامور کیا جاتا تھا۔ کنیزوں کی حفاظت پر خواجہ سرا (ہیجڑے) مامور تھے 'جنہیں معلم' تیغ اور خادم بھی کہا جاتا تھا۔ مقالیہ ہیجڑے فرانس سے برآمد کئے جاتے تھے جہاں لڑکوں کو مخنث بنانے کے لئے یہودیوں نے کارخانے کھول رکھے تھے۔ واردوں کا کارخانہ اذمنہ وسطی میں رسوا زمانہ' وینس جنیوا اور فلورنس کے شہروں میں غریب ماں باپ کے بچے خرید کر ہیجڑے بنائے جاتے تھے اور اسلامی ممالک کو برآمد کئے جاتے تھے۔ خواج سرا نہایت سنگ دل اور بے رحم ہوتے تھے اور کنیزوں کی کڑی نگرانی کرتے تھے ان تمام باتوں سے یہ نکتہ واضح ہوتا ہے کہ خواجہ سرا بنانے کی شکل خواہ کچھ بھی رہی ہو' اس کا بنیادی مقصد حرم میں موجود خواتین کی ایسی دیکھ بھال تھا کہ دیکھ بھال کرنے والے خود کسی قسم کی جنسی سرگرمی میں حصہ نہ لے سکیں۔ ۶؎

مرد کو اس کی نسل کی افزائش سے محروم کرنے کی یہ رسم اور طریقہ بہت پرانا ہے سنسکرت میں اس کے لئے جو لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب فوطہ کاٹ ڈالنا ہے' جس سے عضو تناسل بے کار ہو جاتا ہے' دوسرے طریقوں سے مردانہ قوت ختم کر دینے کے لئے بھی یہی نام استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض

© rasailojaraid.com

اوقات فوطے پتھر سے کچل دیئے جاتے تھے یا انہیں سرخ سلاخ سے داغ دیا جاتا' بعض اوقات بانس کی کھپچی سے فوطے تھیلی سے باہر نکال دیئے جاتے' ساری دنیا میں مروج اس ظالمانہ عمل کی ہزاروں سال پہلے ٹھوس وجوہ سے ابتداء ہوتی گئی۔ مذہبی وجوہ شاہی مصلحتیں تعزیری اقدامات اور خواتین کے لئے خصوصی حفاظتی دستوں کا قیام اس کی ممکنہ توجیہیں جانوروں کے متعلق اپنے تجربے سے سیکھا گیا۔

تقریباً ہر تہذیب میں جانوروں کو آختہ کیا جاتا تھا آختائی سے گزرنے والے جانور کا مزاج دھیما ہو جاتا تھا۔ حکمرانوں کو خیال آیا کہ اپنے غلاموں کو مزید وفادار بنانے کے لئے یہ طریقہ کیوں نہ اختیار کیا جائے یوں کئی ہزار سال پہلے غلاموں کی خدمت گزاری اور کارگزاری میں اضافے کے لئے اجتماعی سطح پر آختائی کا طریقہ استعمال کیا جانے لگا۔ جنگ کے خاتمے پر فاتح نے مفتوح کو زیادہ عرصے تک اور نسل در نسل مغلوب رکھنے کے لئے یہ طریقہ استعمال کیا مقتول دشمن کسی کام کا نہیں زندہ دشمن کو غلام بنا کر کام لیا جا سکتا ہے' جب کہ آختائی سے اس کے قبیلے کا نام ونشان مٹایا جا سکتا ہے۔ ۷؎

معروف بزرگ امیر خسروؒ کے بارے میں بھی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اس صنف سے تعلق رکھتے تھے لیکن تاریخ سے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ آیا امیر خسرو اسی صنف سے تعلق رکھتے تھے یا نہیں۔ البتہ انہوں نے زندگی بھر شادی نہیں کی جبکہ خواجہ سراؤں کے بارے میں مشہور ہے کہ شروع شروع میں یہ انہی کے گیت گاتے تھے غالباً اسی نسبت سے انہیں خسرا کہا جانے لگا۔ تاہم مولانا شبلی نعمانیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امیر خسرو کو فرزندان معنوی کے علاوہ اولاد ظاہری بھی عطا کی تھی۔ ان کے بیٹے کا نام ملک احمد تھا جو شاعر اور سلطان فیروز شاہ کا درباری ندیم تھا۔ ۸؎

تاریخی شواہد سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نواب اودھ واجد علی شاہ نے اپنی فوج میں خواجہ سراؤں پر مشتمل ایک فوجی دستہ تشکیل دے رکھا تھا جو کہ تاریخ میں خواجہ سراؤں کی باقاعدہ واحد فوجی بٹالین تھی اور ان کی یونیفارم بھی زنانہ لباس پر مشتمل تھی۔ ان افراد کو تکنیکی بنیاد پر نامرد نہیں کہا جا سکتا' ایک عام مرد بھی اس چیز کا شکار ہو سکتا ہے۔ یہ عام طور پر وہ افراد ہوتے ہیں جن کی جنس پیدائش کے وقت متعین نہیں کی جا سکتی اور بڑے ہونے پر مختلف ہارمونل جانچ پڑتال کے بعد ان کو قریبی مرد یا عورت کہا جا سکتا ہے۔ اس کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ ان کا ہارمونل بیلنس کس طرف زیادہ ہے۔ تاہم وہ عام انسانوں کی طرح اپنی نسل کو آگے بڑھانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

پیدائشی مخنث مرد جسمانی ساخت کے اعتبار سے مرد ہوتا ہے مگر خود کو مرد کے جسم میں عورت کی روح

© rasailojaraid.com

تصور کرتا ہے۔ایسے افراد کے اعضائے مخصوصہ یا تو انتہائی مختصر ہوتے ہیں یا سرے سے ہوتے ہی نہیں جس کی وجہ سے یہ نسل انسانی آگے بڑھانے کے قابل نہیں ہوتے۔دوسری قسم پیدائشی مخنث عورت ہے جس کی جسمانی ساخت عورتوں سے مشابہ ہوتی ہے مگر تولیدی اعضاء مکمل نہیں ہوتے۔سائنسی اعتبار سے اس طرح کی معذوری کروموسومز کی طے شدہ تعداد میں تبدیلی کی وجہ سے ہوتی ہے۔مثال کے طور پر مرد اور عورت کے اختلاط کے نتیجے میں سپرم اور ایگ ملتے ہیں تو تولیدی عمل کی ابتداء ہوتی ہے۔قدرت نے نر کے ڈی۔این۔اے میں ایکس۔وآئی۔کروموسومز رکھے ہیں اور مادہ کے ڈی۔این۔اے میں ایکس،ایکس۔کروموسومز ہیں۔اگر اختلاط کے نتیجے میں ایکس۔ایکس کروموسومز کا ملاپ ہو تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اور اگر ایکس۔وآئی کروموسومز کا ملاپ ہو تو پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوتا ہے۔کروموسومز کے اس ملاپ میں کسی بھی طرح کی بے قاعدگی نومولود کی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی لاسکتی ہے۔جیسے اس ملاپ میں کروموسومز کی تعداد دو سے زیادہ ہوجائے جیسے کہ ایکس۔ایکس۔ایکس یا ایکس۔ایکس۔وآئی۔تو ایسی صورت میں پیدا ہونے والا بچہ ظاہری طور پر تو لڑکا یا لڑکی ہوگی مگر اس کا رجحان اور عادات مخالف جنس جیسا ہوگا یعنی اگر جسمانی طور پر لڑکا ہے تو اس کی عادتیں لڑکیوں جیسی ہوں گی اور اگر جسمانی طور پر لڑکی ہے تو اس کی عادات لڑکوں جیسی ہوں گی۔اسی مناسبت سے ان کو پیدائشی مخنث یا پیدائشی ہیجڑی کہا جاتا ہے۔پیدائشی خواجہ سراؤں میں بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہ اپنے آپ کو مخنث ظاہر نہیں کرتے اور عبادت گزاری میں اپنی تمام زندگی گزار دیتے ہیں۔

خواجہ سراؤں کی تیسری قسم کو نربان کہتے ہیں۔نربان دو الفاظ کا مجموعہ ہے نر اور قربان یعنی کہ وہ مرد جو اپنا نرپن قربان کردے،نربان کہلاتا ہے۔نربان سے مراد ایسا مرد یا لڑکا ہے جو اپنے جبلی رجحان سے مجبور ہوکر تبدیلی جنس کے عمل سے تو نہیں گزرتا مگر اپنے اعضائے مخصوصہ کٹوا دیتا ہے اور خواجہ سراؤں کے گروہ میں شامل ہوجاتا ہے۔یہ عمل آپریشن کے ذریعے انجام نہیں پاتا بلکہ ڈیرے کا گروہ ایک رسم کے تحت یہ کام سرانجام دیتا ہے۔خواجہ سراؤں کی چوتھی قسم کو اقوای کہتے ہیں،جس کی آگے مزید دو اقسام ہیں ایک زنانہ اور دوسری زنخا۔زنانہ ایسے مخنث کو کہتے ہیں جو اپنے اردگرد کے ماحول سے متاثر ہوکر اپنی وضع قطع خواجہ سراؤں سی بنالے اور زنخا ایسا لڑکا یا مرد ہوتا ہے جسے خواجہ سراؤں کا گروہ ترغیب دے کر اپنے ساتھ شامل کرلیتا ہے زنخا اور زنانہ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ زنانہ

☆ امام صاحب کے نزدیک اگر حقیقت پر عمل ناممکن بھی ہو تب بھی مجاز اس کا نائب بنے گا ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خودخواجہ سراؤں کے گروہ میں شامل ہوتا ہے اورزنخے کو یہ لوگ ترغیب دے کراپنے ساتھ ملالیتے ہیں۔ایسے لوگ بھی اقوای میں شامل ہوتے ہیں جنہوں نے صرف پیشے کے طور پر یہ روپ دھاررکھا ہے یا پھر وہ لوگ جو بچپن میں ہونے والی جنسی زیادتی کے نتیجے میں معمول کی زندگی بسر کرنے سے گریزاں ہیں۔

کچھ مذاہب میں آختائی کو روحانی طور پر مضبوطی سے تعبیر کیا جاتا رہا ہے۔ان کا خیال تھا کہ جنس سے محروم ہونے کے بعدوہ کلی طور پر اپنی زندگی اپنے خدا کی خدمت میں گزار سکیں گے۔عیسائیت کی آختائی کی توصیف کے باوجود اسلام اور یہودیت نے ہمیشہ اس کی زبردست مخالفت کی ہے۔یہودیوں نے انسانوں جانوروں اور مچھلی کی آختائی کے خلاف باقاعدہ قانون پیش کیا۔حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:''وہ جوآختائی اختیار کرتا ہے وہ میری امت میں سے نہیں''اسلام میں شہوت کو زیر کرنے کے لئے صرف روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔

بہت سے ممالک میں آختائی تعزیری اقدامات کا حصہ بھی رہی۔کسی دوسرے کی بیوی سے ناجائز تعلقات قائم کرنے والے کوآختہ کردیا جاتا تھا۔ہندوستان میں اعلی ذات کی توہین پر جنس سے محرومی کی سزا تجویز کی جاتی تھی۔اس طرح سکاٹ لینڈ میں بھاری جرمانہ ادا نہ کرسکنے کی صورت میں بھی مجرم کو مردانہ صفات سے محروم ہونا پڑتا۔کچھ شاہی معاملات میں بھی مردوں کوآختہ کرکے ہیجڑے بنادیئے جاتے تاکہ وہ نسل پیدا نہ کرسکے۔جو بادشاہ خوف زدہ ہوتے کہ ان کے قریبی رشتہ داران کی اولاد کے حق جانشینی میں مداخلت کریں گےتوان کے ساتھ آختائی کا طریقہ استعمال کرتے۔ رومن روایت کے مطابق یہ طریقہ سب سے پہلے بابلی تہذیب کی بانی ملکہ نے استعمال کیا تھااس خدشے کے پیش نظراس نے اپنے شوہر کے قتل کے بعدتخت کے بہت سے متوقع جانشینوں کومردانہ صفات سے محروم کردیا۔۹۔

خواجہ سراؤں یا خوجوں کا بادشاہوں کے زمانے میں بھی جابہ جاسراغ ملتا ہے۔مغل بادشاہوں کے ہاں خوجوں کی دوقسمیں تھیں۔

اول:پورے خوجے جنہیں اصطلاح میں'ضدلی' کہتے تھے چونکہ وہ محلات کے اندرآسکتے تھے'اس لیے دمحلی'مشہور ہوگئے۔

دوم:وہ خوجے جنہیں نامکمل یانیم خوجے کہنا چاہیے ان کے لئے'بادامی' کی اصطلاح مقررتھی۔وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محلات کے بیرونی دروازوں پرصرف دربانوں کی خدمت انجام دیتے تھے ۔انہیں عموماً 'درباری' کا نام دیا گیا تھا۔۱۰؎

اکثر محلات میں کنیزوں کی حفاظت پر خواجہ سرا (ہیجڑے) مامور تھے' جنہیں مقلم 'شیخ اور خادم بھی کہا جاتا تھا۔مقالیہ' ہیجڑے فرانس سے درآمد کیے جاتے تھے' جہاں لڑکوں کو مخنث بنانے کے لئے یہودیوں نے کارخانے کھول رکھے تھے۔وردوں کا کارخانہ ازمنہ وسطی میں رسوائے زمانہ تھا۔وینس 'جینوا اور فلورنس کے شہروں میں غریب ماں باپ کے بچے خرید کر ہیجڑے بنائے جاتے تھے اور اسلامی ممالک کو برآمد کیے جاتے تھے۔خواجہ سرا نہایت تنگ دل اور بے رحم ہوا کرتے تھے اور کنیزوں کی کڑی نگرانی کرتے تھے۔

خواجہ سرا بنانے کی شکل خواہ کچھ بھی رہی ہو اس کا بنیادی مقصد حرم میں موجود خواتین کی ایسی دیکھ بھال کرنے والے خود کسی قسم کی جنسی سرگرمی میں حصہ نہ لے سکیں۔

سامی النسل لوگوں کی زرخیزی' محبت اور لذت کی دیوی کا نام عشتار تھا۔اس کے بھگت خود کو مردانہ صفات سے محروم کر لیتے۔اپنا کٹا ہوا عضو تناسل ہاتھ میں پکڑ کر وہ دیوانہ وار شہر کی گلیوں میں دوڑتے ۔بالآخر وہ یہ لوتڑا شہر کے کسی گھر میں پھینک دیتے۔اہل خانہ کا فرض ہوتا کہ وہ اس بھگت کو زنانہ خلعت پیش کریں۔

یونانیوں کی عظیم مادر فطرت 'سیل (Cyele) کی عبادت بھی اس طریقے پر کی جاتی۔مجنونانہ طور پر رقص کرتے ہوئے مرد اپنے جسم چھیل ڈالتے اور اعضاء تناسل کاٹ کر دیوی کے حضور چڑھا دیتے۔اس کے بعد وہ باقی عمر لباس میں بطور ہیجڑا دیوی کی خدمت میں گزار دیتے۔

اپنی مردانگی کو یوں دیویوں کی نذر پیش کرنے کی کچھ وجوہ تھیں۔دیوی عضو تناسل سے حسد کرتی تھی اور چاہتی تھی کہ اس کے بھگت مستقل طور پر صرف اسے اپنی توجہ کا مرکز بنائیں اور باقی ہر طرح کی حرص وہوس سے بچے رہیں تاکہ خواہشات نفسانی کے ہاتھوں ان کی توجہ منعطف نہ ہو اور اس کی سب سے بڑی ضمانت عضو تناسل کی علیحدگی تھی۔

یہ عقیدہ بھی تھا کہ آختائی روحانیت کو مضبوط کرتی ہے۔عضو تناسل بہرحال زرخیزی کی علامت تھا اور اس کی قربانی دینے والا فطرت کی بارآوری' احیائے نو کی معاونت اور نباتات عالم کی نشوونما میں حصے دار ہے۔اس آختائی سے کوئی شخص دیوی کے قریب ہو جاتا ہے اور وہ اسے انسانوں

© rasailojaraid.com

پرانعام واکرام کے واسطے کے طور پر استعمال کرتی ہے۔خلعت نسوانی پہننا اپنی ہستی مٹانے کی طرف ایک اوراہم قدم تھا۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آختائی کے تکلیف دہ عمل سے گزرنے والوں کا عقیدہ کس قدر مضبوط تھا۔

خواہش نفسانی کو شیطانی وسوسہ جاننے والے اوراس کے ہاتھوں بھٹکنے سے خوف زدہ میدان روحانیت کے نووارد بھی آختائی کے عمل سے گزرتے۔ان کا خیال تھا کہ وہ جنسی ترغیب کا مقابلہ نہ کرسکیں گے۔سینٹ میتھیو کی ''گوسپل'' میں ایسے ہیجڑوں کا ذکر ہے جو آسمانی بادشاہی کی خاطر خود ہیجڑے بنے۔اس عمل کی منظوری دیتے ہوئے ''گوسپل'' میں مزید آیا ہے کہ جو اسے جس طور پر حاصل کرنا چاہتا ہے اسے کرنے دو۔ان کا خیال تھا کہ جنس سے محروم ہونے کے بعد وہ کلی طور پر اپنی زندگی اپنے خدا کی خدمت میں گزار سکیں گے۔

دنیا کی دوسری بڑی تہذیبوں میں بھی خواجہ سراؤں کو اہم ذمہ داریاں سونپی گئیں جو انہوں نے بہ درجہ احسن پوری کیں۔ایران، ہندوستان، چین، یونان اور روم، غرض یہ کہ پوری دنیا میں انہیں ملازم رکھا جاتا تھا۔خواجہ سراؤں کی فراہمی کے لئے باقاعدہ مراکز بنائے گئے، جہاں جنگوں میں پکڑے جانے والے غلاموں کو آختہ کرکے مختلف خدمات کی تربیت دی جاتی تھی۔یونان کے جزائر ڈیولس اور چیوس میں خواجہ سراؤں کی تیاری اور تربیت کے مراکز قائم تھے۔

ایک طویل عرصے تک مروج رہنے کے بعد بالآخر آختائی کو غیر انسانی اور منشاء ایزدی کے خلاف قرار دے دیا گیا۔۳۳۵ء میں نکائی کونسل نے رضامندی سے آختہ ہونے والوں کو مذہبی پیشوائی کے لئے نااہل قرار دے دیا۔تاہم سولھویں صدی میں ایک بار پھر چرچ ہی نے ہیجڑوں کو چرچ میں داخلے کی اجازت دی اوراس کی ایک خاص وجہ تھی۔خواتین کو چرچ میں داخلے کی اجازت نہ تھی اور بہتر سرسنگیت کے لئے مناجات خداوندی نوعمر لڑکے گایا کرتے تھے۔ان کا متبادل ہیجڑے تھے۔بچپن ہی میں مردانہ صفات سے محرومی کے سبب ان کا آلہ صوت وہ سختی حاصل نہیں کرپاتا تھا جو مردانہ آواز پیدا کرنے کے لئے لازم ہے۔ان کی آواز میں ایک لوچ اور نسائیت پائی جاتی تھی۔اس لئے چرچ میں مناجات خداوندی کے لئے ان کی آواز موزوں خیال کی جاتی تھی۔اطالوی والدین اپنے بیٹوں کو بخوشی متعلقہ اداروں کے حوالے کرتے کہ وہ انہیں آختائی سے گزار کر چرچ کے لئے موزوں کردیں۔انہیں رضائے الٰہی کے علاوہ مناسب رقم بھی ملتی تھی۔فرانس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے ہیجڑوں کی فراہمی باقاعدہ ایک کاروبار بنادی۔ یہاں سے نوعمر آختہ لڑکے موسیقی اور گلوکاری میں باقاعدہ تربیت یافتہ ہوتے' اسپین اور اٹلی کو برآمد کیے جاتے تھے۔ وہاں انہیں ملنے والی شہرت اور دولت' مردانہ صفات سے محرومی کا کسی حد تک ازالہ کرتی تھیں۔ اسٹائن چیپل اسمتھ روم کے چرچوں میں دوسو سے زیادہ ہیجڑے گاتے تھے۔ مشہور موسیقار موزارت اور گلک ان کے لئے خصوصی کردار لکھا کرتے۔ پھر ۱۷۷۰ء میں پوپ کلیمنٹ نے اپنے ایک فتوے سے اس دوسوسالہ رسم کا خاتمہ کیا اور آختاؤں کی جگہ عورتیں چرچ میں آنے لگیں۔

برصغیر پاک وہند میں خواجہ سراؤں کا کردار

مغلیہ دور میں خواجہ سرا حرم کی تمام سرگرمیوں پر نظر رکھتے تھے اور اس کی اطلاعات بادشاہ وقت کو پہنچاتے تھے۔ ان کا دربار میں کافی اثر ہوتا تھا۔ اکثر امراء بادشاہ وقت کی خوش نودی کے لئے بھی انہیں استعمال کرتے تھے۔

مغلیہ دور میں محمد شاہ رنگیلا کے عہد میں خواجہ سراؤں کو ایک خاص حیثیت حاصل ہوئی۔ ''فرہنگ آصفیہ'' میں اس کا ذکر یوں ہے:

''ہندوستان میں محمد شاہ رنگیلے کے وقت سے اس فرقے نے رونق پکڑی' کیونکہ بادشاہ مذکور نے محلوں میں آنے جانے کے واسطے قلماقنیوں' ترکنوں' جسولنیوں' یعنی بساولنیوں وغیرہ کے بجائے دیسی لوگوں کو مقرر فرما کر ''ناظر'' اور خواجہ'' کے لقب سے ملقب کیا' جیسے جیسے ناظر محبوب علی خاں وزیر بہادر شاہ' ناظر بسنت علی خاں وزیر شاہ عالم۔ ناظر بلال علی خاں' ناظر محفوظ علی خاں وغیرہ وغیرہ اب تک نام رکھتے جاتے تھے۔ اسی عہد میں جب کثرت سے یہ لوگ ہوگئے اور دیکھا کہ محمد شاہ کو راگ ورنگ سے بہت شوق ہے تو ان لوگوں نے ناچنا گانا اختیار کیا اور اپنا ایک علیحدہ ہی فرقہ مقرر کر کے میر بہوجی ایک خنثہ کو جسے میر بھچڑی کہنے لگے' اپنا پیر قرار دیا۔ وہ گرو بنے' یہ چیلے کہلائے اور آگے گرو کا سلسلہ اور چیلے کا سلسلہ چلا اور ان سب کا سردار ''بادشاہ'' کہلایا۔ جس کی گدی یعنی تخت پہاڑ گنج واقع دہلی ہے۔ لاوارث ہیجڑے کا مال یعنی جس کا گرو یا چیلا زندہ نہ ہو' بادشاہ کے سپرد کیا جاتا اور ہر قسم کی آمدنی میں بادشاہ کو بہ طور خراج کچھ دیا جاتا ہے۔ شہر میں جہاں کہیں بیٹا ہوتا ہے وہاں اس علاقے یعنی برت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ہیجڑے جا کر ناچتے گاتے اور اپنی بدھائی لاتے ہیں: ہولی، دیوالی، دسہرے میں مگر زیادہ تر صرف دیوالی میں یہ لوگ دکان دکان ڈھولک بجا کر ناچتے، چھلے گاتے اور مانگتے پھرتے ہیں۔"۱۱؎

سپہ سالار خواجہ سرا ملک کافور

برصغیر کے خواجہ سراؤں میں ایک بڑا نام ملک کافور تھا جو علاء الدین خلجی دور حکومت میں سپہ سالار کے عہدے تک پہنچا۔ مفتی شوکت علی فہمی اپنی کتاب ''ہندوستان پر اسلامی حکومت'' میں اس کا ذکر کچھ یوں کرتے ہیں:

اس سے قبل ہم بتا چکے ہیں کہ سلطان علاؤ الدین کھمبایت سے آئے ہوئے کافور نامی ایک خوب رو اور نوعمر غلام کو اپنا منظور نظر بنالیا تھا۔ یہ خوبصورت لڑکا امرد تھا جس نے بہت جلد سلطان کے مزاج میں اس قدر دخل حاصل کرلیا کہ ۷۰۶ھ مطابق ۱۳۰۷ء میں سلطان نے اس کا درجہ تمام امراء سے بلند کر کے اس کو وزارت عظمی کا عہدہ تفویض کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اسے سپہ سالار بنا کر ایک لاکھ فوج دے کر دکن کی تسخیر کے لئے روانہ کر دیا۔ ۱۲؎

''فرہنگ آصفیہ'' کے مرتب مولوی سید احمد دہلوی گوکہ ملک کافور کی بہادری اور دلیری کے قائل ہیں، لیکن وہ خواجہ سرائی کے پس منظر میں ملک کافور کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

اس جاہلانہ حرکت میں اہل خطا سے ہی یہ حرکت سرزد نہیں ہوئی، بلکہ ہندوستان کے بادشاہ سلطان علاؤالدین خلجی کے عہد میں بھی ملک کافور کو ہمارے ہندوستان میں شاہان خطا کے زمانے سے کم اقتدار اور مرتبہ حاصل نہیں ہوا۔ ملک کافور سلطنت کے اعلی ارکان میں سے تھا۔ اس سے بڑے بڑے نمایاں کارنامے ظہور میں آئے تھے۔ یہ شخص چار مرتبہ تسخیر دکن کے واسطے بھیجا گیا۔ راجہ رام دیو کو اسی نے قید کر کے دہلی روانہ کیا۔ دوار کے راجگان کو اسی نے مغلوب کیا۔ وارنگل کے راجہ کو اسی نے باج گزار بنایا۔ تمام دکن کو کولگنڈا تک تہ وبالا کر کے وہاں ایک مسجد مسلمانوں کے عہد سلطنت کی یادگار تعمیر کی۔ غرض ہندوستان کی تیرھویں عیسوی صدی میں خواجہ سراؤں کی تاریخ کے واسطے ایک قابل فخر صدی گذری ہے۔ ۱۳؎

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلطان علی عادل شاہ کی خواجہ سراؤں میں دل چسپی

''تاریخ فرشتہ'' میں سلاطین بیجاپور کے ایک سلطان علی عادل شاہ کی خواجہ سراؤں سے دل چسپی اور بعدازاں ایک خواجہ سرا کے ہاتھوں قتل کا ذکر یوں ہے:

اسے خوبصورت خواجہ سراؤں اور غلاموں کو جمع کرنے کا بہت شوق تھا' ایک مرتبہ علی عادل شاہ نے اپنا ایک قاصد امیر برید کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پاس دونہایت ہی حسین اور خوبصورت خواجہ سرا ہیں' تم فوراان خواجہ سراؤں کو میرے پاس روانہ کردو''۔ امیر برید نے چند دن تک ٹال مٹول کی اور خواجہ سراؤں کو علی عادل شاہ کے پاس روانہ نہیں کیا۔ انہی دنوں غلام مرتضی نظام شاہ بحری نے امیر علی برید پر حملہ کردیا۔ برید علی عادل شاہ سے مدد کا طالب ہوا۔ علی عادل شاہ نے دو ہزار سوار اس کی مدد کے لئے روانہ کیے۔ برید اس سے متاثر ہوا اور اس نے وہ دونوں حسین خواجہ سرا جن کو علی عادل شاہ نے طلب کیا تھا بیدر سے بیجاپور بھیج دیئے۔

یہ دونوں خواجہ سرا جب بیجاپور پہنچے اور ان کو اپنے یہاں آنے کی وجہ معلوم ہوئی تو ایک خواجہ سرا کو بہت ناگوار گزرا۔ اس نے عادل شاہ کا کام تمام کرنے کا ارادہ کرلیا۔ جس روز یہ دونوں خواجہ سرا شاہی حضور میں پیش ہوئے اسی رات متذکرہ بالا خواجہ سرا نے علی عادل شاہ کو چاقو سے قتل کردیا۔ یہ حادثہ ۲۳ صفر ۹۸۹ھ کو وقوع پذیر ہوا۔ ۱۴

ایک اور بادشاہ برہان شاہ کی یوسف خواجہ سرا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ یوسف نے بادشاہ کو قتل کرنے کی کوشش کی اور بادشاہ نے اس کی کوشش کو ناکام بنادیا' اس کے باوجود بادشاہ کے دل میں یوسف کے لئے کوئی میل نہیں آیا۔ محمد قاسم فرشتہ اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایک مقرب شاہی یوسف خواجہ سرا نے جو حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھا' رات کے وقت بادشاہ کو قتل کرکے اس کے بیٹے اسماعیل کو تخت پر بٹھانے کا ارادہ کیا۔ برہان شاہ کو اس کی اطلاع ہوگئی لیکن اسے یقین نہیں آیا کہ یوسف اس کے بارے میں ایسا بھی سوچ سکتا ہے۔

ایک رات بادشاہ نیند کے بہانے خواب گاہ میں گیا۔ یوسف خواجہ سرا بھی ہاتھ میں خنجر لے کر خیمے میں آگیا۔ برہان شاہ نے اس کو دیکھ لیا اور چھلانگ لگا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ یوسف سے بادشاہ

© rasailojaraid.com

کو بڑی محبت تھی لہذا اس نے اسے کچھ نہ کہا بلکہ اس واقعے سے ایسی چشم پوشی کی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔''۱۵۔(جاری ہے)

حواشی

۱۔مسلم بن الحجاج القشیری' الجامع الصحیح' کتاب البر والسلۃ' باب فضل الضعفاء والخاملین' رقم ۶۸۴۸۔دار الآفاق الجدیدۃ' بیروت ۱۹۹۳ء

۲۔''آکسفورڈ انگلش ٹو اردو ڈکشنری'' مرتبہ شان الحق حقی' آکسفورڈ یونیورسٹی پریس' کراچی' تیسری طباعت ۲۰۰۴ء' ص نمبر ۲۵۳۔

۳۔قاسمی' مولانا وحید الزمان' القاموس الجدید' ادارہ اسلامیات' لاہور' ص ۱۱۲۴

۴۔ابن عابدین' رد المحتار علی الدر المختار' دار الاشاعت کراچی' ۱۹۹۹ء' ج ۵' ص ۴۶۵

۵۔بخاری' محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح' باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات بالرجال' قدیمی کتب خانہ کراچی' ۲۰۰۱ء' ج ۲' ص ۸۷۴

۶۔بلوچ' اختر حسین' تیسری جنس' فکشن ہاؤس' لاہور' ۲۰۱۵' ص ۲۰۔۱۹

۷۔ارشد رازی' نگارشات' لاہور' ۲۰۰۱' ص ۴۷

۸۔شیخ سلیم احمد (مرتب)' امری خسرو' نگارشات' پبلشرز' لاہور' ۲۰۰۷' ص ۵۸

۹۔بلوچ' اختر حسین' تیسری جنس' ص ۲۴۔۲۳

۱۰۔اردو جامع انسائیکلو پیڈیا' شیخ غلام علی اینڈ سنز' لاہور' ۱۹۸۷' ج ۱

۱۱۔مولوی' سید احمد دہلوی' فرہنگ آصفیہ' طبع عکسی' لاہور ۲۰۰۳ء' ج ۴' ص ۱۱۲

۱۲۔فہمی' مفتی شوکت علی' ہندوستان پر اسلامی حکومت' سٹی بک پوائنٹ' کراچی ۲۰۰۵ء' ص ۷۵

۱۳۔مولوی' سید احمد دہلوی' فرہنگ آصفیہ' ص ۵۸

۱۴۔فرشتہ' محمد قاسم' تاریخ فرشتہ' دوست ایسوسی ایٹس' لاہور ۲۰۰۰ء' ص ۱۸

۱۵۔ایضاً' ص ۹۳

کتاب کا نام: ششماہی رشد: جلد ۱۴۔شمارہ: ۰۹ مضمون کا نام: تبدیلی احکام پر اولیات عمرؓ سے استدلال اور اس کا تجزیہ :صفحہ نمبر: ۷۲ تا ۸۵